اکائی کے اجزاء

2.1 مقصد
2.2 تمہید
2.3 موشحۃ (عربی اشعار)
2.4 ترجمہ اشعار
2.5 تشریح اشعار
2.6 شاعر ابوبکر محمد بن زہر۔حیات وشاعری
2.7 نوع النص (متن کی قسم)
2.8 موشحات اوراس کے موضوعات
2.9 عبارت اور متن کی مناسبت وابعاد
2.10 مضمون شعر
2.11 مضمون اوراس کی خصوصیات
2.12 تعبیر ومعانی کا تعلق
2.13 موشح کونظم کرنے کا طریقہ
2.14 خلاصہ
2.15 تمرینات
2.16 نمونے کے امتحانی سوالات
2.17 فرہنگ
2.18 سفارش کردہ کتابیں

2.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ چھٹی صدی ہجری عصر ایوبی میں اسپین کے علم وادب کے شہر ''اشبیلیہ'' کے ایک بڑے شاعر ابوبکر محمد بن زہر جو مملکت مرابطین کے شاہ ابو یوسف کے دربار سے وابستہ رہے، ان کے کلام اور امتیازی خصوصیات کے متعلق واقف ہوں گے، ابوبکر محمد بن زہر کی ایک عمدہ نظم کے منتخب اشعار سے محظوظ ہوں گے۔اس دور کی شاعری اور طرز اسلوب سے بھی واقف ہوں گے۔

2.2 تمہید

یہ اکائی اندلس کی علمی وادبی معروف ومشہور شخصیت ابوبکر محمد بن زہر کی شعری وادبی خصوصیات پر روشنی ڈالتی ہے، شاعر ابوبکر محمد بن زہر اپنے زمانہ میں فن طب کے نابغۂ روزگار شخصیت کے حامل تھے، ادب سے ذاتی لگاؤ اور دلچسپی تھی، شعر کا جدید صنف سخن ''موشح'' میں کمال پیدا کیا، موشح عربی شاعری کا ایک جدید فن ہے جس کا وجود اسپین میں عصر عباسی میں ہوا، عربی میں موجود شعر غنائی سے یہ چند چیزوں میں قدرے مختلف ہے، مثلاً: تکنیکی طور پر اس میں کچھ مخصوص قوانین واقواعد کی پیروی کی جاتی ہے، غیر عربی الفاظ کا استعمال، عامی زبان کا اعتبار واعتنا، پھر نغمگی کے ساتھ گہری مناسبت وتعلق۔

ابوبکر شاعر نے اپنے اسلاف اور خاندانی بزرگوں کی طرح فن طب میں کمال حاصل کیا تھا مگر ذاتی دلچسپی ادب وموشحات سے تھی اسی لئے آپ کے موشحات میں سلاست وروانی، وضاحت معانی، اور موسیقیت ونغمگی، جدت طرازی، وجدانی کیفیات واحساسات اور اندلس کی ہوش ربا مناظر فطرت کا عنصر شامل، فنی اعتبار سے خیالات کی آفرینی نے موشحات میں زندگی اور حرکت ونمو پیدا کردیا، بعض اشعار میں دعوت فکر وعمل بھی ہے، آپ کے موشحات کے موضوعات غزل گوئی، جام وصبو کا ذکر اور مناظر فطرت وطبیعت اور حکمت ودانش سے مملوء ہے، شعری اوزان سے بحر مُجتَث کے اوپر درج ذیل اشعار نظام کیے گئے ہیں۔

آپ کے موشحات عوام کے پسندیدہ اشعار میں آتے ہیں، رقص وسرود کی محفلوں میں آپ ہی کے موشحات گائے جاتے ہیں، بحر مُجتَث میں ہر سطر شعر کا ''مستفعلن، فاعلاتن'' کے وزن پر آتا ہے۔

2.3 موشحۃ (عربی اشعار)

ما للمولہ من سکرہ لایفیق	یاله سکران
من غیر خمر یا للکئیب المشوق	یندب الأوطان
هل تستعاد أیامنا بالخلیج	ولیالینا
إذ یستفاد من النسیم الأریج	مسک دارینا
وإذ یکاد حسن المکان البهیج	أن یحیینا
نهر أظله دوح علیه أنیق	مورق الأفنان
والماء یجری وعائم وغریق	من جنی الریحان
أو هل أدیب یحیی لنا بالعروس	ما کان أحلی
معی الحبیب وصافیات الکووس	فاسقنی وإملا
عیش یطیب ومنزة کالعروس	عندما تجلی
عیش لعله یعود منه فریق	کالذی قد کان

يا صاحبيا إلى متى تعذلاني — أقصر شيا

قد مت حيا و المبتلى بالغوانى — ميت حيا

جنى عليا عذب اللمى و المعانى — عاطر ريا

هلال كله غزال انس يفوق — سائر الغزلان

يا ليت شعرى هل لى إليه طريق — أو إلى السلوان

2.4 ترجمہ اشعار

۱۔ مریض عشق کا کیا کہنا! دیوانگی سے اس کی رہائی ممکن نظر نہیں آتی، مے نوشی و بادہ خواری کے بغیر ہائے یہ کیسی مدہوشی ہے! ہائے سراپا مشتاق، غمِ عشق کا مارا، وطن سے جدائی کا رونا رو رہا ہے۔

۲۔ کیا ہمارے خلیج میں گذرے (شاندار) شب و روز واپس ہوں گے؟ جہاں ہمارے گھر نسیم صبح کی خوشبوؤں سے معطر ہے، اور جہاں مکان کی رعنائی و دلکشی سے ہماری روح کو حیات نو ملتی ہے۔

۳۔ ایک ایسی نہر جس کے کنارے بڑا گھنا خوبصورت سایہ دار درخت ہے، (جس کی ٹہنیاں اس پر جھوم رہی ہیں) پانی اٹکھیلیاں کھاتے بہہ رہا ہے، اور ریحان خوشبودار پھل پھول پتیاں اس بہتے پانی میں ہچکولے کھاتے بہہ رہے ہیں۔

۴۔ کیا کوئی ایسا ادیب وقادر الکلام ہے جو اپنی ذہن رسا سے ہمیں ان شاندار گھڑیوں کی یاد دلاتا جو محبوب اور جام وصبو کے ساتھ گذری ہیں، پلاؤ اور پیٹ بھر کر پلاؤ، وہ تو ایک سج دھج کر نکلنے والی پاکیزہ دلہن کی طرح شاندار زندگی تھی (جو گذر گئی)

۵۔ اس شاندار زندگی کے کچھ لمحات کاش دوبارہ واپس آجاتے! کہ یہ پراگندہ خیالات اور نغمے اس زندگی کی یادوں کو تازہ کرتے ہیں۔

۶۔ دوستو! کب تلک ملامت کرو گے اب تو باز آجاؤ! میں تو جیتے جی مر گیا، اور جو حسیناؤں کا گرفتار و دیوانہ بنا وہ تو زندگی میں مردہ لاش کی طرح ہے، خوشبو سے معطر ہونٹوں کی نازکی وشیرینی اور عمدہ خیالات کی رعنائی نے ہمیں مار ڈالا۔

۷۔ چاند محبت کی اس ہرن سے بہتر ہے جو تمام ہرنوں پر فائق ہے، کاش اس کا کوئی راستہ بنا تا یا تسلی کا سامان میسر ہوتا۔

2.5 تشریح اشعار

۱۔ شاعر کہتا ہے کہ ایک بیماری دل کا مریض عشق ومحبت میں ایسا مبتلا ہوا جیسے ایک بادہ خوار کہ دیوانگی میں اسے کچھ نظر نہیں آرہا ہے، معشوق کی یاد میں سراپا مشتاق بنا ہے اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے غم سے نڈھال ہے۔

۲۔ اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ عاشق نامدار کا محبوبہ کے ساتھ مقام خلیج میں گذرے ہوئے شاندار شب و روز کی یادیں ذہن ودماغ میں ایسی چھائی ہوئی ہیں کہ ان کی تمنا کرتا ہے کہ کاش وہ لمحات لوٹ آتے جہاں ہمارے زخم دل کی مرہم پٹی اور تریاق کا کام ہوتا کہ وہاں کی نسیمِ صبح کے جھونکوں اور جگہ کی دلکشی سے ہی ہماری روح کو حیات تازہ اور زندگی ملے گی۔

۳۔ مقام ''خلیج'' کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ [illegible]

وہاں بڑی نہر ہے جس کے پانی صاف وشفاف، اس کے کنارے گھنا سایہ دار درخت جس کی ٹہنیاں اس پر جھوم رہی ہیں اور پانی کے اوپر اس کی پتیاں اور پھول ہچکولے کھاتے گذرتے چلے جاتے اور ریحان خوشبودار پھل اور پھول کی خوشبوؤں سے وہ مقام مشام جاں کو معطر کرتا رہتا تھا۔

۴ اور ۵ ویں بند میں شاعر نے یوں بیان کیا کہ

اس مقام کی عظمت رفتہ، وہاں کی سرمستی، جام وصبو کا دور، مناظر قدرت کی دلکشی ورعنائی، اس پورے منظر کی ادبی عکاسی کے لئے کاش کوئی ادیب و قادرالکلام ہوتا، جو اس کی تصویرکشی ایسی کرتا جس میں وہ سارے مناظر آنکھوں میں پھر جاتے جس سے کچھ راحتِ جان نصیب ہوتی!

۶ اور ۷ ویں میں شاعر نے عاشق کی اندرونی کیفیات کو اس طرح زیر قرطاس لایا کہ وہ معشوق کا دیوانہ بن کر بدنام زمانہ ہو چکا، لیلیٰ مجنون کی صف میں کھڑا ہے، شراب عشق میں اس قدر مخمور کہ مدح وثنا اور ملامت گری سب برابر ہو گیا ہے، دوستو! ملامت کرنے نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کہ میں تو جیتے جی مرا ہوا پاتا ہوں کہ جوان حسیناؤں کا پرستار بنا اور ان کا دیوانہ بنا ان کا حشر اس کے سوا اور کچھ نہیں، وہ میری محبوب چاند کی چاندنی کی طرح ہے، اس کی ضوفشانی سے، اس عکس جمال سے قلب وجاں، دیدۂ ودل اپنے مشام جاں کو معطر کررہے ہیں، لیکن میرے دل میں اس کے پانے کی تمنا اور اس سے وصال کی خواہش صدابصحرا ثابت ہو رہی ہے جیسے چاند کو پانا محال ہے۔

2.6 شاعر ابوبکر محمد بن زہر۔ حیات وشاعری

ادیب وشاعر محمد بن زہر اسپین کے شہر علم وادب ''اشبیلیہ'' میں (۵۰۷ھ۔۱۱۱۳ء) پیدا ہوئے، آپ کا خاندان طب وادب، شعر وسیاست میں اندلس کے نابغۂ روزگار خاندانوں میں سے ایک ہے، یہ خاندان ابتداء میں جفن شاطبہ کے جنوب مشرقی علاقے میں رہا اور وہاں سے مختلف علاقوں میں پھیل گیا، اس خاندان کے لوگ مختلف ادوار میں طب، فقہ، شعر، ادب، ادارت اور وزارت کے اعلیٰ مراتب پر فائز رہے، ذیل میں ہم اس خاندان کے ان لوگوں کو زیر قلم لائیں گے جنہوں نے طب کے شعبہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیا۔

فہرست

۱۔ عبداللہ بن زہر

۲۔ زہر بن زہر

۳۔ عبدالملک بن زبی العلاء بن زہر

۴۔ محمد بن زہر

عبداللہ بن زہر

ان کا پورا نام ''مروان عبدالملک بن ابی بکر محمد بن زہر الایادی'' ہے، اپنے والد کی طرح فقیہ تھے، مگر طب میں شہرت پائی، پانچویں صدی ہجری میں بغداد، مصر اور قیرون میں اطباء کی سربراہی کی، پھر اپنے ملک واپس لوٹ گئے اور امیر مجاہد کے دور میں دانیہ منتقل ہو گئے جہاں امیر مجاہد نے ان کا خوب اکرام کیا اور یہیں سے ان کی شہرت اندلس اور مغرب میں پھیلی، ابن داحیہ ''المطرب'' اور ابن خلکان ''وفیات الاعیان'' میں لکھتے ہیں کہ دانیہ میں انہوں نے خوب جاہ وجلال، شہرت وعزت اور بھرپور دولت کمائی اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا، جب کہ ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں کہ وہ دانیہ چھوڑ کر اشبیلیہ آ گئے تھے جہاں ان کا انتقال ہوا۔

زہر بن زہر

ان کا نام ''ابوالعلاء زہر بن ابی مروان عبدالملک'' ہے، یہ مندرجہ بالا کے بیٹے ہیں، ابی العلاء زہر کے نام سے معروف ہیں، یورپ سے دریافت ہونے والے بہت سے مختلف الاشکال آثار قدیمہ میں لاطینی زبان میں ان کا نام کندہ پایا گیا ہے، جس سے اس زمانے میں یورپ کے طبی حلقوں میں ان کی شہرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، یہ فن انہوں نے اپنے والد سے سیکھا، ان کی دسترس فلسفہ اور منطق پر بھی تھی، جب کہ ادب اور فن حدیث قرطبہ کے شیوخ سے حاصل کیا، طب کی نظری اور عملی تعلیم دی اور بہت سارے تلامذہ ان سے فارغ التحصیل ہوئے، امراض کی درست تشخیص کے حوالے سے مشہور تھے، ان کی اس شہرت کی خبر اشبیلیہ کے امیر المعتمد بن عباد کو ہوئی تو انہوں نے انہیں بلا کر اپنے دربار سے منسلک کرلیا، 484 ہجری کو جب مرابطین نے اشبیلیہ پر حملہ کر کے اس کے امیر کو قید کرلیا تب تک وہ وہیں تھے، پھر سلطان یوسف بن تاشفین المرابطی نے انہیں اپنے دربار سے منسلک کرلیا اور وزارت کے منصب پر فائز کیا، ابن الابار اور ابن دحیہ کے مطابق ان کی وفات 525 ہجری کو کندے کے درمیان ایک پھوڑے کی وجہ سے ہوئی اور ان کی لاش اشبیلیہ لے جائی گئی، مگر ابن ابی اصیبعہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات اشبیلیہ میں ہی ہوئی تھی۔

عبدالملک بن ابی العلاء بن زہر

ان کا نام ''ابومروان عبدالملک بن ابی العلاء زہر'' ہے، مندرجہ بالا کے بیٹے ہیں اور اس خاندان کے مشہور ترین فرد ہیں، اشبیلیہ میں پیدا ہوئے مگر مترجمین نے ان کے سال پیدائش کا ذکر نہیں کیا، ان کا سال پیدائش 484 اور 487 ہجری کے درمیان کا کوئی سال ہوسکتا ہے، اندلس میں اپنے زمانہ کے مشہور ترین طبیب تھے، طب کی تاریخ ان کے خطرناک تجربات اور طب میں جملہ اضافوں اور دریافتوں کا تذکرہ سنہرے حروف میں کرتی ہے، وہ پہلے (عربی) طبیب تھے جنہوں نے حلق یا شرج سے مصنوعی غذائیت کا طریقہ دریافت کیا، یہ اور اس قسم کے دوسرے تجربات اور دریافتوں پر بحث انہوں نے اپنی طبی تصانیف میں بھی کی ہے جن میں قابل ذکر، کتاب التیسیر فی المداواہ والتدبیر جو کئی زبانوں میں ترجمہ ہوکر شائع ہوچکی ہے، کتاب الاقتصاد فی اصلاح النفس والاجساد، کتاب الاغذیہ، کتاب الجامع۔

ان کے بیٹے ابوبکر بھی طبیب تھے، اور ساتھ میں شاعر بھی تھے، اور ایک بیٹی بھی طبیبہ تھیں، 557 ہجری کی وفات پائی، حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کی وفات بھی اپنے والد کی طرح ایک پھوڑے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

محمد بن زہر

ان کا نام ''ابوبکر محمد بن ابی مروان'' ہے، مندرجہ بالا کے بیٹے ہیں، الحفید بن زہر کے نام سے مشہور ہیں، اشبیلیہ میں 507 ہجری کو پیدا ہوئے، عملی طبیب تھے، حسنِ معالجہ اور حسنِ تدبیر میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا، ان کی تصانیف میں صرف طب عیون (آنکھوں کا طب) پر ایک مقالہ مذکور ہے، ابن زہر کے ساتھ ان کی بھانجی بھی ان سے طب کی تعلیم حاصل کرتی تھیں اور فن تولید (پیدائش) اور عورتوں کے امراض کی ماہر تھیں۔

ابوبکر بن زہر کی شہرت کی وجہ صرف طب کے شعبہ میں ان کے کارہائے نمایاں کی وجہ سے نہ تھی، بلکہ وہ ایک باکمال شاعر بھی تھے، ان کے فقہی، لغوی اور ادبی ثقافت بہت گہری تھی جس پر کسی کو کلام نہیں تھا، ان کی ایک نظم ''ایہا الساقی'' (اے ساقی) مشرق ومغرب میں بہت مشہور ہے، فن لغت، فقہ اور طب میں دسترس اور کمال پیدا کیا، مزید علوم ومعارف حاصل کرنے اور علمی تشنگی بجھانے کی خاطر کئی دور دراز ملکوں کا سفر کیا۔

لیکن شعر وادب سے ذاتی دلچسپی کی وجہ سے آسمانِ علم وادب کے نور تاباں بن کر چھا گئے، مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کی، جس کے نتیجہ میں ایک شعری دیوان وجود میں آ گیا، شعر کی ایک نئی قسم ''موشح'' کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے، گویا فن موشح کے موجدین میں سے ایک ہیں۔

شاہان مرابطین کے دربار سے ایک مدت تک وابستہ رہے، مراکش میں مملکت مرابطین کے شاہ ابو یوسف یعقوب نے دربار میں طلبی کی وہاں

مالا مال کر دیا، ایک علاقہ کا جاگیر دار بنا دیا، اور امور سلطنت میں شاہ آپ کی رائے طلب کرتا اور آپ کی طرف رجوع کرتا، مشورہ لیتا، اس قدر نوازشات، انعامات واکرامات نے شاہ کے دوسرے وزیر خاص ابوزید کے اندر حسد کی آگ لگادی اور غصہ سے آپے سے باہر ہوگیا، سازش کر کے اس نے زہر آمیز مشروب پلادیا اور ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا، مراکش میں مقبرۂ امراء میں (۵۹۵ھ۔۱۱۹۸ء) کو سپرد خاک کیا گیا۔

2.7 نوع النص (متن کی قسم)

نوع النص (متن کی قسم مندرجہ بالا موشح غزل کے زمرہ میں آتا ہے، اس کو شعر غنائی بھی کہا جا سکتا ہے، اس زمانہ کے معروف ومشہور اصول شعر سے ہٹ کر ایک نئے انداز سے یہ موشح نظم کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ موشح کے لحن میں گایا جائے، اپنی نغموں میں اس زمانہ کے ایکٹرس ہیرو اور گانے بجانے والیاں اپنی سُر کے ساتھ شعر کہتیں اور رقص وسرود سے مجلس کو جلوہ آرا کرتیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ موشحہ غیر موزون الفاظ کا مجموعہ ہے، جو رفتہ رفتہ ایک فن کی شکل اختیار کر لیا، بعد میں اس فن میں تبدیلی اور ترقی ہوئی، اس کے مناسب لحن اور سُر ایجاد کیا گیا جس کی لے پر شعر گوئی سے مجلس نوا سنج ہوتی۔

2.8 موشحات اور اس کے موضوعات

فن موشح کے موضوعات میں سے جام وصبو کا ذکر عشق ومعاشقہ مناظر قدرت کی تصویر کشی، رقص وسرود ہے، مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس فن میں مزید دوسرے موضوعات کا بھی اضافہ ہوا، جیسے مدح سرائی، اور ہجو گوئی وغیرہ، اس کے بعد عامیانہ اور شعری الفاظ درآئے اس کی وجہ سے ادباء اور شعراء کی توجہ کم سے کم ہوتی چلی گئی، یہاں تک کہا جاتا ہے کہ فن زجل اسی فن سے مشتق ہوا اور صفحۂ وجود میں آتا۔

2.9 عبارت اور متن کی مناسبت وابعاد

فن موشح کی کئی مناسبتیں اور ابعاد پائی جاتی ہیں، اکثر کا تعلق فن طرب وموسیقی سے ہے، اور اس کے ابعاد میں سے شوق ملاقات، عشق ومحبت، مہر ووفا، ماضی کی یادیں، جام وصبو اور شراب وکباب اور شاندار گذشتہ کی محبت وتعلق اور ایک ایسے محبوبہ کی تعریف وتوصیف جس کے بغیر شاعر کو نہ قرار وتسلی اور نہ ہی صبر وسکون میسر۔

2.10 مضمون شعر

ابوبکر فرط محبت، وطن عزیز کا اشتیاق، دیار میں گذرے لمحات محبوب سے وابستہ یادیں اور خوشی ومسرت اور شادمانی کے خوابوں میں نشہ میں بدمست و بدحواس ہیں۔ اس بات کے متمنی وخواہاں ہیں کہ خلیج میں گذرے ایام پھر سے لوٹ آئیں جہاں کے پھولوں کی خوشبوئیں، مقام دارین کے مشک وعنبر سے

ہیں ، وہاں نہر بہہ رہی جس کے اوپر گھنا سایہ دار درخت کی ٹہنیاں جھوم رہی ہیں ، اس کے پتے پانی اوپر اس طرح تیر رہے ہیں جیسے ریحان درخت کی خوشبودار ٹہنیاں۔

2.11 مضمون اور اس کی خصوصیات

نص (اشعار) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا منظوم کلام ہے جس کا حقیقی تجربہ سے کوئی تعلق نہیں، اور شاعر کا مقصد محض موسیقی تقطیع کی ایک قسم پیدا کرنا ہے، اور یہ بات ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اس موشح کے معانی میں کوئی جدت نہیں ہے، شروع سے لے کر آخر تک تمام معانی ومفاہیم متداول ہیں۔ دیکھئے:

السکر من غیر خمر (بغیر شراب کے مدہوشی)۔ **تمنی عودة الأیام الخالیة** (گذشتہ ایام کے لوٹ آنے کی تمنا) و **وصف النهر** (نہر کی وصف بیانی) و **التساقی** (مے کشی) و **العذل** (لعن طعن) و **الابتلاء بالغوانی** (زیب وزینت سے بے نیاز پیکر حسن وجمال کا اسیر ہوجانا) و **جنایة الحبیبة** (محبوبہ کا مرتکب گناہ وجرم ہونا) درازی زمانہ سے شعراء ان معانی ومفاہیم کو اپنی شاعری میں استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔

محبوبہ کو مہتاب وہرن سے تشبیہ دینا تو اس قدر کثیر الاستعمال ہے کہ زمانہ جاہلیت کے شاعر سے لے کر شوقی وبشامہ الخوری تک کہ شعراء کے یہاں اس کا بھرپور استعمال ملتا ہے۔

موشح ہی سے محبت، مست وبے خودی، مے نوشی، شراب، نہر، موسیقی اور باغات کے اس ماحول کا علم ہوجاتا ہے، جس میں یہ صنف شاعری پروان چڑھی ہے، لیکن ان سب کے باوجود اس میں پرتکلف تجربہ اور فنی ضعف ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ اس موشح کو نظم ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو گاکر پڑھا جائے، اور اس کو پڑھنا اور سننا اسی وقت بہتر ہے جب اس کو گا کر پڑھا جائے، جب لہجہ طرب آمیز اور آواز ترنم خیز ہو تو اس وقت اس کے مطلوبہ موسیقی تقطیع پر ہم بے خود ہوجاتے ہیں۔

بلاشبہ یہ موشح طرب آمیز موسیقیت سے بھرپور اور مشترک قافیوں کے مابین تعلق کی پروردہ ہے، جس کو بار بار الگ الگ مقطع میں دوہرایا گیا ہے، اور یہ ہی اسی کی تنہا خصوصیت ہے۔

جب معانی ومفاہیم کے بے فیضی کی جانب نظر کرتے ہیں تو ہمیں بے خیالی نظر آتی ہے، جہاں رنگ وبناوٹ کی نہ تو کوئی جدید شکل وصورت ہے اور نہ ہی کوئی لطیف جھلک، بلکہ شاعر ہمارے سامنے وہی دیرینہ صورتیں پیش کرتا ہے جس سے ہم قدیم شاعری میں بار بار پڑھ کر اکتا گئے ہیں۔

اس نص میں ایک طبعی اثر ہے لیکن وہ خشک ہے اس کے ہوتے ہوئے ہم شاعر اور مظاہر قدرت کے درمیان خالق کی ہم آہنگی کا احساس نہیں کر سکتے، ابوبکر (شاعر) نے محض ان مظاہر کو پیش کیا ہے جن میں کوئی زندگی نہیں، مثلاً "**النهر تظلله الأشجار المورقة**" پتہ دار درخت نہر کے لیے سایہ کیے ہوئے ہیں، **الماء یجری حاملا أغصان الریحان و أوراقها** : پھول کی شاخوں اور ان کے پتوں کو جاری پانی اٹھائے ہوئے ہے۔ **المکان حسن بهیج**: یہ جگہ خوش منظر ہے۔ **المنزه کالعروس** : باغ دولہن کے مانند ہے۔

اور اس موشح میں شاعر کا حزن وملال مصنوعی ہونے کی بنا پر بے معنی ہے، کیونکہ شاعر موشح پر احساسات وجذبات کا پرتو ڈالنے کے لئے انہیں معانی کو دوہراتا ہے جو عموماً اصحاب موشح کے یہاں بکثرت متعارف ہیں۔

نص کے اسلوب پر نظر کرنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں: (ا) تعبیر کا معانی ومفاہیم سے تعلق۔ (۲) موشح کو نظم کرنے کا طریقۂ کار

2.12 تعبیر و معانی کا تعلق

جب کلام میں محض موسیقیت پیدا کرنے کے لئے کسی بناوٹی تجربہ کا سہارا لیا جائے گا تو اس کی تعبیر میں بھی بناوٹ کی جھلکیاں نظر آئیں گی، یہاں کچھ الفاظ و جملے ایسے ہیں جو بے معنیٰ و بے محل ہیں، اگر موسیقی طرز کی ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو ان کے لانے سے کوئی قابل قدر فائدہ نہ تھا، مثلاً "**مالكئيب المشوق** " کے جملہ کو "**من سكره لا يفيق** " کے ساتھ لانے کی ضرورت محض موسیقیت پیدا کرنا ہے، اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو بھی یہ ایک ایسا موسیقی جملہ بن جاتا جو موجودہ جملہ سے زیادہ اپنے اندر جذبات کو تعبیر کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اسی طرح "**دوح عليه أنيق** " میں لفظ "**عليه** " ہے، جس کو صرف موسیقی ضرورت کی بنا پر لایا گیا ہے، اگر اس کے بعد کے جملہ "**مؤرق الأفنان** "کو حذف کر دیا جائے تو بھی معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اور "**تحدو** " کے بعد "**تسوق** " لانا یا "**هلال** " کے بعد "**وكله** "اور اسی طرح لفظ "**غزلان** " کے ساتھ لفظ "**سائر** " لانا کتنا بھدا اور بے ڈھنگا معلوم ہوتا ہے۔

اور نص میں تعبیری غلطیاں بھی ہیں، مثلاً: "**إذ يستفاد** " یہاں فائدہ کا ذکر شعری اعتبار سے غیر مناسب ہے، اسی طرح "**يكاد** " کے ساتھ "**إذ** " کا استعمال سننے والوں کے لئے ناگوار لگتا ہے، اسی طرح "**يحي لنا بالغروس** " اور "**منزه كالعروس** "بھی ہے کہ پہلے جملہ میں لفظ "**غروس** " کا استعمال ایک سقم ہے، اور دوسرے جملہ میں لفظ "**منزه** "کا استعمال بدنما معلوم ہوتا ہے۔

اور شاعر نے تجنیس کا بڑا سہارا لیا تا کہ نغمہ کا تسلسل باقی رہے، مثلاً "**الغروس والعروس** " و "**حيا وحيا** " اور کبھی الفاظ متقاربہ کا سہارا لیا ہے، اور معنی پر کوئی توجہ نہیں کی، اور یہ بات اکثر ایک دوسرے سے مشابہ قافیوں میں نظر آتی ہے۔ جیسے: "**تستعاد ، يستفاد. الخليج ، البهيج ، الأريج . الغوانى، المعانى** "وغیرہ الفاظ میں موجود ہے۔

اور اس نص میں بیان و بدیع سے متعلق: استعارہ، تشبیہ، جناس اور طباق کی ترتیب و ترکیب میں تکلف پایا جاتا ہے، استعارہ کی مثال "**يحيينا** " جو کہ مشہور ہے، اور تشبیہ میں "**منزه كالعروس** " اب سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے اس تشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ اور استعارہ کی ایک اور مثال: "**أضغاث فكر** " جو کہ معروف و مشہور ہے، اور سب سے مشہور اور بدنما تشبیہ چاند اور غزال (ہرن کا بچہ) سے تشبیہ دینا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ شاعر کی خیال آرائی میں کوئی نیا پن نہیں ہے کہ کلام کی جدید شکلیں اور صورتیں سامنے آئیں، اور معانی و مفاہیم کو زندہ و تابندہ الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش ہو، بلکہ محض ایسے الفاظ کو استعمال کیا گیا جو موسیقیت سے بھر پور ہیں، اور ان الفاظ کو اختیار کرنے میں اصلاً ان حروف کو سامنے رکھا گیا ہے جو ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ بہر حال اس نص میں اس تقطیع پر بھی اضافہ ہے جس کا پڑھنا موشح کی ہر قسم کو جاننے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

2.13 موشح کو نظم کرنے کا طریقہ

اس موشح کو عام طور سے ایک وزن اور ایک قافیہ سے نظم کیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایک معین طریقہ کا بھی التزام کیا گیا ہے کہ اس موشح کو نظم کرنے میں مقطعات کی دو قسمیں کی گئیں ہیں۔

پہلی قسم کے ہر مقطع میں قافیوں کا تکرار ہے، جیسا کہ ان کے مطلع میں موجود ہے، یعنی ۱/۳/۵/۷ کے جملے مقطعات میں ایک دوسرے سے مشابہ قافیے ہیں، دیکھئے:

اور ''من غير خمر'' کے مشابہ قافیوں میں: والماء يجرى . أضغاث فكر . يا ليت شعرى . ہیں۔

اسی طرح ''من سكره لا يفيق '' کے مشابہ قافیوں میں ''دوح عليه أنيق '' يعود منه فريق . غزال انس بفوق ''وغیرہ ہیں۔

دوسری قسم میں ہر مقطع میں قافیوں کی تبدیلی ہے، جو قافیے دوسرے مقطع میں ہے، وہ نہ چوتھے مقطع میں ہے اور نہ چھٹے مقطع میں، یعنی ہر مقطع کے قافیے الگ الگ ہیں، شاعر نے مقطعات کے پہلے مصرعوں اور ان کے مقابل کے مصرعوں کے لئے ایک عدد کے تفعلے لانے کا التزام کیا ہے، لہٰذا مقطع اول کی دونوں قسموں کا وزن مستفعلان مستفعلن فاعلان فاعلاتن فعل ہے، اسی طرح مقطع ثالث مقطع خامس اور مقطع سابع کا بھی یہی وزن ہے۔

اور ۲/۴/۶/ کے مقطعات میں بھی شاعر نے سوائے آخری مصرعوں میں معمولی تبدیلی کے اس عدد کے تفعلے لانے کا التزام کیا ہے، مقطع ثانی کے دوسرے مصرع میں اسی طریقہ پر دو تفعلے فاعلاتن فع آئیں ہیں۔ جو کہ علم عروض میں جائز ہے۔

اور پانچویں مقطع کے پہلے مصرعہ میں معمولی تبدیلی ہوئی تو ''كـالـذي كـان '' فاعلاتن فعل کے بجائے فاعلاتان کے وزن پر آیا، یہ طریقہ بھی علم عروض میں جائز ہے۔

اس موشح میں وزن کا بھی خیال رکھا گیا ہے، لیکن شاعر نے بیک وقت دو وزن کا بھی استعمال کیا ہے جو کہ صنف موشحات میں ایک نئی چیز ہے، اس طرح کہ بحر ''بسیط'' جس کے اوزان ہیں:

مستفعلن ، فاعلن، مستفعلن فعلن . مستفعلن، فاعلن مستفعلن فعلن کے ایک مشتق کو لیا جس کا نام ''منہوک'' ہے اور بحر ''مدید'' جس کے اوزان ہیں:

فاعلاتن فاعلن فاعلاتن. فاعلاتن فاعلن فاعلاتن کے بھی ایک ہی مشتق کو لیا، جس کا بھی نام ''منہوک'' ہی ہے، اسی طرح بحر رمل میں بھی جائز ہے۔ اس کے علاوہ موشحات کے مقطعات کو مختلف زمانوں میں مختلف نام دیئے جاتے رہے، بہر حال ان میں جو مشہور ہیں وہ مندرجہ ذیل:

موشح کی تقسیم یوں کی گئی ہے: ۶/قفل اور ۵/بیت۔ لیکن اصحاب موشحات نے اس تقسیم کو دائمی قرار نہیں دیا۔ جن مقطعات میں ہم قافیوں کا تکرار پاتے ہیں ان مقطعات کو ''اقفال'' کہتے ہیں، جیسا کہ اس موشح کے ۱/۳/۵/۷/ کے مقطع میں ہے اور جن مقطعات میں قافیوں کا تکرار نہیں ہوتا، بلکہ ان میں کچھ تبدیلی ہوتی ہے، تو ان مقطعات کو ''ابیات'' کہتے ہیں، جیسا کہ اس موشح کے ۲/۴/۶ کے مقطعات میں ہے۔

یہ ضروری ہے کہ موشح کی ابتداء قفل سے کی جائے اور اس کو ''مطلع'' کہا جائے اور اختتام بھی کسی قفل پر ہو اور اس کو ''خـرجة'' کہا جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قفل کے بعد ایک بیت لایا جائے، لیکن دو قفل یا دو بیت پے در پے لانا جائز نہیں ہے۔ کسی نے بیت اور قفل کو ''سمط'' کا نام دیا ہے، تو کسی نے مطلع کو ''لازمة'' اور بیت کو ''دور'' کا نام دیا ہے۔ کسی نے قفل کے ہر جزء کو ''غصن'' اور بیت کے ہر جزء کو ''سمط'' کا نام دیا ہے، تو کسی نے قفل اور بیت کو ''دور'' کہا ہے۔

2.14 خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ شاعر ابو بکر محمد بن زہر اسپین کے مشہور ''اشبیلیہ'' میں پیدا ہوئے، عصر ایوبی کے بڑے طبیب اور ادیب و شاعر میں آپ کا شمار ہوتا ہے، معاصر ادباء و شعراء نے آپ کے شاعرانہ کمال کا اعتراف کیا ہے، فصیح و بلیغ کلام اور حسن ادا، سلاست و روانی، معنیٰ کی وضاحت مناظر فطرت کی تصویر کشی، حکمت و دانائی سے بھرپور آپ کے اشعار کی خصوصیات میں سے ہے، مذکورہ اشعار فن موشح کا عمدہ نمونہ ہے اور یہ ''بحر مُجتُث'' میں نظم کہی گئی ہے، علم بدیع [illegible]

عاشق زار کا حالِ دل نفسیاتی کیفیات واحساسات، معشوقہ کی چاند سے تشبیہات، جام وصبو، شراب وکباب، عشق ومستی، گذرتے ہوئے دنوں کی تمنا، ان مقامات کی تعریف وتوصیف جہاں وصل یار ہوتا تھا، اور جہاں سرگوشی، راز ونیاز کی باتیں ہوتی تھیں، وہ نہریں، وہ پتیاں، وہ ٹہنیاں، وہ گھنا چھاؤں، وہ سبزہ زار باغ، وہ نسیم صبح کے جھونکے، وہ اٹھکھیلیاں کھاتے پانی کا شور وترنم جس نے شاعر کے تخیل کو ایک بلند پروازی عطا کی اور یہ احساسات نظم کی صورت میں پیش کیا جس میں ادب کی نیرنگی، خیال کی ندرت اور عکسِ جمالِ کون ومکان کا حسین امتزاج ہے۔

2.15 تمرینات

۱۔درج ذیل اشعار پر درست اعراب لگایئے۔

ما للموله من سكره لايفيق　　　ياله سكران

من غير خمر يا للكئيب المشوق　　　يندب الأوطان

هل تستعاد أيامنا بالخليج　　　ولياليـنا

إذ يستفاد من النسيم الأريج　　　مسك دارينا

وإذ يكاد حسن المكان البهيج　　　أن يحيينا

۲۔مندرجہ ذیل اشعار کا سلیس ترجمہ کیجئے۔

نهر أظله دوح عليه أنيق

مورق الأفنان

والماء يجرى وعائم وغريق

من جنى الريحان

أو هل أديب يحيى لنا بالعروس

ما كان أحلى

عيش لعله يعود منه فريق

كالذى قد كان

۳۔مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی بیان کیجئے

السكران ــ الخمر ــ الكئيب ــ الأفنان ــ الأوطان ــ العروس ــ الألحان ــ الريحان ــ الأنيق

العائم ــ الغريق ــ أضغاث فكر ــ العذل ــ الغوانى ــ المبتلى ــ العاطر ــ الهلال ــ الغزال ــ السلوان

2.16 نمونے کے امتحانی سوالات

ا۔کسی پانچ اشعار کی جامع تشریح کیجیے۔

۲۔فن موشح پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

۳۔ابوبکر بن محمد زہر کی زندگی اور حیات وشاعری پر ایک تفصیلی نوٹ قلم بند کیجیے۔

۴۔اشعار پر اعراب لگائیے اور ان کا ترجمہ کیجیے۔

2.17 فرہنگ

وله		تولیها	شدت غم میں ڈالنا
السكر		نشہ،مستی	مصدر
سكر	ـَــ	سكرا	بیہوش ہونا،نشہ میں ہونا
افاق	ـــ	إفاقة	صحت یاب ہونا
		من إغماء	ہوش میں آنا
الخمر	ج	خمور	انگوری شراب
خمر	ن ض	خمراً	چھپانا
كئب	ـَــ	كآبة	غمگین ہونا،شکستہ دل ہونا
ندب	ـُــ	ندباً	میت پر رونا،میت کی خوبیاں شمار کرنا
وطن	ج	أوطان	جائے سکونت،اقامت گاہ
استعاد			لوٹنے کو کہنا
استفاد			حاصل کرنا
النسيم			نرم ہوا
أرج	ـَــ	أرجاً و أريجاً	خوشبو دینا،مہکنا
البهيج . بهج	ـَــ	بهجاً وبهيجاً	دلکش ہونا
الدوحة	ج	دوح	بڑا پھیلا ہوا درخت
أنق	ـَــ	أنقاً	خوش ہونا،پسند کرنا
أنيق			خوش،سلیقہ مند،مہذب،جاذب

الفنن	ج	أفنان	سیدھی شاخ
غرق	ـــَـ	غرقاً	ڈوبنا
جنی	ـــِـ	جنیاً و جنیً	درخت سے پھل توڑنا
ریحان	ج	ریاحین	ہرایک خوشبودار پودہ
حلا	ـــُـ	حلاوۃ وحلواناً	میٹھا ہونا
حبیب	ج	أحبة	عاشق رمعشوق
سقیٰ	ـــِـ	سقیاً	پلانا
مَلأً		یملو	بھرنا
منزہ			پاک صاف ستھرا
ضغث	ج	أضغاث	من گھڑت باتیں
حدا	ن	حدواً وحداءاً	حدی پڑھنے میں آواز بلند کرنا
ساق	ـــُـ	سوقاً وسیاقاً	جانورکو پیچھے سے ہانکنا
عذل	ن ض	عذلاً	ملامت کرنا
ابتلیٰ		ابتلاء	آزمائش کرنا
غانیة	ج	غوان	وہ عورت جو حسن و جمال کی وجہ سے آرائش سے بے نیاز ہو
لمیٰ	ـــِـ	لمیاً لمی	سمرة فی الشفة تستحن سرخی مائل ہونٹ
عاطر			(عطرزیادہ لگانے والا) عطربیز
ریّ			خوش منظر
غزال	ج	غزلة و غزلان	ہرن کا بچہ
سلا	ـــُـ	سلواً سلواً سلواناً	تسلی پانا

2.16 سفارش کردہ کتابیں

ا۔الأدب الاندلسی: موضوعاتہ وفنونہ: د، مصطفیٰ الشکعۃ دارالعلم ربیروت، طبعہ 1975/3

۲۔ابن زھرالحفید: وشاح الأندلس: د، فوزی سعید عیسیٰ دارالمعارف بالاسکندریۃ 1993

۳۔الذخیرۃ فی محاسن أھل الجزیرۃ۔ابن بسام: تحقیق، د۔احسان عباس: بیروت 1979

۴۔فی الأدب الأندلسی: د۔جودت الرکابی: دارالمعارف بمصر 1975